بسم اللہ الرحمن الرحیم

جوازِ حقہ

مؤلف
علامہ مولانا ابوالیاس امام الدین کوٹلی سیالکوٹ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سوئے من نظر کن

اللہ تعالیٰ نے تمام اشیاء میں اباحت رکھی ہے اسی لئے جس چیز کے حرام ہونے پر قرآن وحدیث سے دلیل نہ ملے وہ یقیناً مباح ہے۔حضرت علامہ مولانا ابوالیاس محمد امام الدین قادری نقشبندی رحمہ اللہ تعالیٰ کوٹلی لوہاراں سیالکوٹ نے یہ جامع رسالہ لکھ کر اس بات کو واضح کردیا ہے کہ حقہ کے بارے میں کوئی دلیل بین اسے حرام قرار دینے کے لئے موجود نہیں ہے لہٰذا یہ مباح ہے زیادہ سے زیادہ اس میں کراہت تنزیہی ہے،اس لئے آپ نے اس کا ایک نام رکھا:

"مبین البرھان علی شرب الدخان فی جواب ﴿من ھوقائل بحرمة الدخان﴾"

یعنی دھواں (مراد اس سے سگریٹ یا حقہ ہے) پینے پر دلیل کو روشن کرنے والا اس کتاب کے جواب میں جس کا نام ہے تمباکونوشی کی حرمت کا قائل کون ہے؟

چونکہ اس رسالہ کے لکھنے میں آپ کی مراد اصلاح المسلمین ہے اس لئے آپ نے فرمایا:

"المسمی به الصلح بین الاخوان فی اباحة شرب الدخان"

"اس کا نام تمباکونوشی کے مسئلہ میں بھائیوں کے درمیان صلح کروانا"

مشہور نام اس کا "جواز حقہ" ہے۔

اس کے جواز پر دلائل دینے سے یہ مراد ہرگز نہیں ہے کہ ہرکوئی اسے پئے

شروع کردے بلکہ یہ بتانا مقصد ہے کہ اسے استعمال میں لانے والا گناہگار نہیں جیسا کہ حرام خور وحرام نوش گناہگار ہوتا ہے، اگر کسی کو مجبوراً یا دواءً اسے استعمال کرنا پڑتا ہے تو وہ گناہ کا ارتکاب کرنے والا نہیں ہے۔

یہ بات تو کسی سے مخفی نہیں ہے کہ تمباکو نوشی صحت انسانی کے لئے مضرد نقصان دہ ہے لہٰذا اس سے بچنا ہی بھلا ہے؟

افسوس کی بات یہ ہے کہ آج کل ہم دیکھا دیکھی بڑے عمل کرتے ہیں کسی کو کچھ کرتے دیکھ کر اس کی نقل میں کرنا شروع ہو جاتے ہیں یہ سوچتے نہیں کہ وہ کیوں کر رہا ہے اس کو بطور دوا تو ضرورت نہیں تھی میرے لئے مفید ہے یا نہیں میں اسے استعما کر کے نقصان تو نہ اٹھاؤں گا مجھے دیکھ کر کوئی اور اس کا عادی نہ بن جائے کیا اس سے مجھے دنیا میں کوئی نقصان تو نہیں آخرت میں اس سے میری پکڑ تو نہ ہوگی کہیں اس کی وجہ سے پھنس نہ جاؤں یہ میرے لئے جہنم کا سبب نہ ہو جائے وغیرہ وغیرہ، کاش قوم مسلم کے ہر فرد کو ایسی باتیں سوچنے کی توفیق مل جائے تو معاشرہ بہترین ہو جائے۔

جیسے انگریز کی نقل میں داڑھی منڈھانا آج کل تو ایک نیا ڈیزائن داڑھی کا انگلستان سے چلتا ہوا آ گیا ہے اور لوگ شاید اسے نبی کی سنت سمجھ کر رکھتے ہوں جو شیو کرتے ہوئے باریک سی دھار بالوں کی بنا کر مونچھ اور داڑھی کو ملا کر عجیب کیفیت ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہرگز نہیں ہو سکتی۔

بعض تو مکمل شیو کے ساتھ نچلے ہونٹ کے نیچے ٹھوڑی کے اوپر نشان بنا لیتے ہیں، جیسے مکھیاں بیٹھی ہوئی ہوں یا زخم پر خشک ہو کر سکر آ گیا ہو۔

اس طرح کی کئی مثالیں دی جا سکتی ہیں، مسلمانوں کو اس طرح کی نقلیں اتارنے سے بچنا چاہئے غیر مسلم تو یہی چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے دور ہو، کیونکہ یہی دوری ان کے لئے مفید اور ہمارے لئے انتہائی نقصان کا
سبب ہے۔

مولانا کی تحقیق کا مطلب یہ واضح کرنا ہے کہ اس پر حرام یا مکروہ وغیرہ فتویٰ
لگانا درست نہیں، اگر کوئی پیتا ہے تو شرعا کوئی حرج نہیں، نا پیئے تو یہ الگ بات ہے
البتہ اسے حرام ومکروہ کہنے سے کف لسان چاہئے کیونکہ اس طرح لوگ حرام کا ارتکاب
کرنے والے ثابت ہو کر گناہگار ہوں گے جب کہ اس کی حرمت ثابت نہیں تو گناہ
گار ہونا بھی ثابت نہ ہوگا۔

آج کل ڈاکٹری طور اس اس کی جو تحقیق ہو چکی ہے وہ انسان کے لئے اسے
مضر صحت قرار دیتی ہے، اس لئے

میں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالی میری قوم کے جوانوں کو اس مضر صحت جیسی
چیز سے، بچنے کی توفیق دے آمین!

یَافَتَّاحُ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ الَّذِیْنَ هَدَانَااِلٰی سَبِیْلِ الْحَسَنَاتِ وَاجْتَبْنَامِنَ الْمُحَرَّمَاتِ بِالْفَضْلِ وَالْاِحْسَانِ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِهٖ سَیِّدِ الْاِنْسِ وَالْجَانِّ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِیْنَ رَضِیَ عَلَیْهِمُ الرَّحْمٰنُ!

امابعد! فقیر حقیر پر تقصیر محمد امام الدین قادری نقشبندی عفی اللہ عنہ التقصیر قلیل وکثیر وصغیر! جملہ اہل اسلام سے عرض کرتا ہے کہ آج کل حقہ نوشی کی بابت بہت چرچا ہورہا ہے، کوئی حرام کوئی مکروہ کوئی مباح کہتا ہے، میرا خیال ہے کہ اس کی بابت جو عند الشرع حکم ہے پبلک کے روبرو پیش کیا جائے۔

جہاں تک میں نے غور کیا تمبا کو مباح ہی مباح نظر آیا کیوں کہ خدا تعالی فرماتا ہے۔

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّافِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا

اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہارے ہی لئے زمین کی سب چیزیں پیدا کیں

تفسیر مواہب الرحمٰن میں زیر آیۃ ہذا لکھا ہے:

اسی واسطے علماء کا صحیح مذہب یہ ہے کہ اللہ تعالی نے جو کچھ پیدا کیا ہے اس میں اصل اباحت ہے یعنی سب چیزیں اصل میں مباح ہیں پھر جس کسی چیز کی نسبت دلیل خاص قائم ہو کہ اس کو اللہ تعالی نے حرام کر دیا ہے تو فقط وہی چیز حرام ہوگی، اور حلال کے لئے دلیل ڈھونڈنے کی ضرورت نہیں۔

تفسیر فتح البیان میں اسی آیت کے تحت لکھا ہے:

ان الاصل فی الاشیاء المخلوقات الاباحة حتی یقوم دلیل یدل علی النقل عن هذا الاصل۔

مختصر یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے جب تک خلاف اس کے دلیل قائم نہ ہو۔

قائدہ مسلمہ ہے کہ "اَلْاَصْلُ فِی الْاَشْیَاءِ الْاِبَاحَةُ،،

اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

جب ثابت ہوا کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے تو تمبا کو مباح ٹھہرا، اب اس کی حرمت پر کوئی دلیل قائم ہو تو حرام ہوگا ورنہ قائلِ حرمت خود مرتکب حرام کا ہوگا۔

حدیث میں اس بات کی تائید ہو رہی ہے دیکھو مشکوۃ صفحہ ۳۵۴

عَنْ عبَّاس قَالَ: کَانَ اَھْلُ الْجَاھِلِیَّةِ یَاْکُلُوْنَ اَشْیَاءَ وَیَتْرُکُوْنَ اَشْیَاءَ تَعَذُّرًا فَبَعَثَ اللهُ نَبِیَّهٗ وَاَنْزَلَ کِتَابَهٗ وَاَحَلَّ حَلَالَهٗ وَحَرَّمَ حَرَامَهٗ فَمَا اَحَلَّ فَهُوَ حَلَالٌ وَمَا حَرَّمَ فَهُوَ حَرَامٌ وَمَا سَکَتَ عَنْهُ فَهُوَ عَفْوٌ وَتَلَا:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا ..... الخ

ابن عباس سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:

اہل جاہلیت کئی چیزیں کھاتے اور کئی چیزیں چھوڑ دیتے کراہت سے پس خدا تعالیٰ نے اپنے نبی کو پیدا کیا، اپنی کتاب اس پر نازل کی جو حلال کیا وہ حلال ہوا، جو حرام کیا وہ حرام ہوا، اور جس چیز کا ذکر نہیں کیا وہ معاف ہے اور پڑھی یہ آیت:

نہیں پاتا میں اس چیز میں جو وحی کی گئی ہے میری طرف حرام کھانے والے پر جو کھاتا ہے مگر یہ کہ ہو مردہ ...... الخ

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کی حرمت ثابت نہیں وہ معاف ہیں ان کا کائی مواخذہ نہیں۔

عَنْ سَلْمَانَ الْفَارِسِيِّ قَالَ: سُئِلَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ السَّمَنِ وَالْجُبْنِ وَالْفِرَاءِ

قَالَ: اَلْحَلَالُ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ فِيْ كِتَابِهٖ وَالْحَرَامُ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَمَاسَكَتَ عَنْهُ فَهُوَ مِمَّا عَفٰى عَنْهُ رواه ابن ماجه صفحہ ۲۴۹۔

یعنی سلمان فارسی روایت کرتے ہیں کہ پوچھا گیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دربارہ گھی و پنیر جنگلی گاؤ کے تو آپ نے فرمایا کہ حلال وہ ہے جو خدا نے اپنی کتاب میں حلال فرمایا ہے حرام وہ ہے جو خدا تعالی نے اپنی کتان میں حرام کیا ہے جو چیز کا ذکر نہیں کیا وہ ان میں سے ہے جن کو خدا نے معاف فرمایا ہے۔

اشعۃ اللمعات میں شیخ صاحب فرماتے ہیں:

ایں دلیل است برآں کہ اصل دراشیاء اباحت است

یعنی یہ اس بات پر دلیل ہے کہ چیزوں میں اصل مباح ہونا ہے۔

اسی طرح مرقاۃ میں بزیر حدیث ہذا و شامی صفحہ ۳۲۲ جلد ۵ میں لکھا ہے:

مختار یہی ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، عند الجمہور من الحنفیۃ والشافعیۃ

قارئین کو بہ خوبی معلوم ہو گیا ہو گا کہ تمباکو کو کھانا یا پینا درست ہے کوئی منع نہیں کیونکہ اصل تمام چیزوں میں اباحت ہے۔

علامہ محقق علاء الدین دمشقی درمختار میں عبارت اشباہ نقل کر کے فرماتے ہیں:

قُلْتُ: فَفُهِمَ مِنْهُ حُكْمُ النَّبْتِ

شامی میں ہے:

وھوالاباحۃ علی المختار

یعنی اس سے تمباکو کا حکم مفہوم ہوتا ہے اور وہ اباحت ہے مذہب مختار میں۔

اور پھر فرمایا:

ہمارے استاذ عبدالرحمٰن دمشقی نے اپنی کتاب ہدیہ میں اسے سیر و پیاز سے ملحق ٹھہرا کر مکروہ لکھا ہے۔

علامہ سیدی ابوسعود اور علامہ سیدی طحطاوی نے حاشیہ درمختار میں فرمایا:

لایخفی ان الکراھۃ تنزیھیۃ بدلیل الالحاق بالثوم والبصل والمکروہ تنزیھا یجامع الجواز۔

اس میں کوئی پوشیدگی نہیں کہ کراہت تنزیہی ہے اور دلیل یہ ہے کہ یہ تمباکو تھوم اور پیاز کے ساتھ لاحق ہے اور جو مکروہ تنزیہی ہو وہ جواز کے ساتھ جمع ہوتا ہے۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر مکروہ کہا جاوے تو مکروہ تنزیہی ہوگا جو جواز کے منافی نہیں کیونکہ مکروہ تنزیہی جواز کے ساتھ جمع ہو جاتا ہے۔

تفسیر مدارک میں آیت قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا کے تحت لکھا ہے:

وفیہ تنبیہ علی ان التحریم انما یثبت بوحی من اللہ وشرعہ لابھوی النفس۔

یعنی اس سے ثابت ہے کہ کسی شے کا حرام ہونا وحی سے ثابت ہوتا ہے نہ نفس کی خواہش سے۔

تو اس سے ثابت ہوا کہ تمباکو نہ حرام ہے نہ مکروہ ہے کیونکہ اس پر شارع سے کوئی دلیل حرمت وغیرہ کی نہیں، بلا کراہت جائز ہے؟

آیت کُلُوْا وَاشْرَبُوْا کی تفسیر میں لکھا ہے:

وفی الایة دلیل علی ان جمیع المطعومات والمشروبات حلال الا ماخصه الشرع بدلیل فی التحریم لان الاصل فی جمیع الاشیاء الاباحة الاما خصه الشارع ویثبت تحریمه بدلیل منفصل ، خازن

یعنی یہ آیت جس میں حکم ہے، کھاؤ پیو! دلیل ہے اس پر کہ تمام کھانے والی چیزیں تمام پینے والی چیزیں حلال ہیں، مگر وہ حرام ہوں گی جن کو شریعت نے خاص کر حرام کیا ہوگا، کیونکہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔

ہاں کسی چیز کو علیحدہ دلیل سے شارع نے منع کیا ہو تو وہ منع ہوگی اور حرام ہوگی پس اس سے بھی ثابت ہوا کہ تمباکو مباح ہے کیونکہ شارع نے منع نہیں کیا۔ فھو المراد۔

نیز خازن نے زیر آیت قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِیْنَةَ اللّٰهِ الَّتِیْ ......الخ لکھا ہے:

ان الایة علی العموم فیدخل تحته کل مایستلذ ویشتهی من سائر المطعومات الامانهی عنه ورد نص تحریمه، صفحہ ۸۴ جلد ۲۔

یعنی اللہ کی اس آیۃ میں کہ کون حرام کرتا ہے اللہ کی زینتوں کو اس کی تفسیر میں صاحب خازن فرماتے ہیں کہ یہ آیت عام ہے اس میں سب لذیذ چیزیں جن پر دل چاہے کھانے پینے والی چیزیں داخل ہیں مگر حرام وہ ہوں گی، جن کی حرمت پر نص ہو ایسا ہی تفسیر بیضاوی میں ہے اس سے معلوم ہوا کہ حقہ کشی یعنی تمباکو پینا منع نہیں کیوں کہ اس کی ممانعت شارع علیہ الصلاۃ والسلام سے ثابت نہیں۔

یہی قاعدہ اکرم المحققین اعظم الفقہاء والمحدثین والمفسرین بقیۃ السلف حجۃ الخلف امام اہلسنت اعلی حضرت مولانا وسیدنا واستاذنا ومرشدنا مولوی حاجی احمد رضا خاں صاحب مرحوم بریلوی نے اپنی کتاب ''الاحلی من السکر،، صفحہ ۵ میں لکھا ہے:

شریعت مطہرہ میں طہارت وحلت اصل ہیں اور اس کا ثبوت خود حاصل اپنے اثبات میں کسی دلیل کا محتاج نہیں، اور حرمت ونجاست عارضی کہ ان کے ثبوت کو دلیل خاص درکار اور محض شکوک وظنون سے ان کا اثبات ناممکن کہ طہارت وحلت پر بوجہ اصالت جو یقین تھا اس کا زوال بھی اس کے مثل یقین ہی سے متصور نرا ظن لاحق یقینی سابق کے حکم کو رفع نہیں کرتا یہ شرع شریف کا ضابطہ عظیم ہے، جس پر ہزار ہا احکام متفرع یہاں تک کہ کہتے ہیں کہ تین چوتھائی فقہ سے زائد اس پر مبنی اور فی الواقع جس نے اس قاعدہ کو سمجھ لیا وہ صد ہا وسواس حائلہ وفتنہ پردازی واوہام باطلہ ودست اندازی ظنون عاطلہ سے امان میں رہا۔

صحیح حدیث میں ہے:

اِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَكْذَبُ...... الخ رواه المالك والبخاری و المسلم عن ابی هريرة

یعنی بچو ظن سے ظن اکثر جھوٹ ہوتا ہے یہ نفس ضابطہ نہ صرف اسی قسم کے مسائل میں بلکہ ہزار ہا جگہ کام دیتا ہے، جب کسی کو کسی شے پر منع وانکار کرتے اور اسے حرام یا مکروہ یا ناجائز کہتے سنو جان لو کہ بارِ ثبوت اس کے ذمہ ہے جب تک دلیل واضح شرعی سے ثبوت نہ دے اس کا دعویٰ اسی پر مردود اور جائز ومباح کہنے والا بالکل سبکدوش کہ اس کے لئے تمسک باصل موجود، مولانا وسیدنا العارف عبد الغنی نابلسی اپنے رسالہ" الصلح بين الاخوان فی اباحة شرب الدخان،، میں لکھتے ہیں کہ تمباکو کی حرمت وکراہت پر کوئی دلیل نہیں اور نہ ہی کوئی اس بات پر دلیل ہے کہ یہ مسکر ہے یا مفتر یا مضر، جب ایسا نہیں تو اس کو حرام یا مکروہ نہ کہا جائے گا کیوں کہ یہ دونوں حکم شرعی ہیں عبارت ان کی یہ ہے۔

فانهما حكمان شرعيان لابدلهمامن دليل ولادليل على ذلك فانه لم يثبت اسكاره ولا تفتيره ولا اضراره بل ثبت له منافع فهو داخل تحت القاعدة "الاصل فى الاشياء الاباحة، وان فرض اضراره للبعض لايلزم منه تحريم على كل احد فان الاصل يضر باصحاب الصفراء والغالبة وربماامرمنهم مع انه شفاء بالنص القطعى وليس الاحتياط فى الافتراء على الله تعالى باثبات الحرمة اوالكراهةالذين لايدلهمامن دليل بل فى القول بالاباحةالتى هى الاصل، شامی۔

یعنی حرمت وکراہت شرعی حکم ہیں ان کے لئے دلیل کی ضرورت ہے، اور تمباکو پرکوئی دلیل حرمت وکراہت کی نہیں اور یہ بھی ثابت نہیں کہ یہ مسکر یا مفتر یا مضر ہے بلکہ بہت سے نفعے ثابت ہیں، پس داخل ہوگا تمباکو اس قاعدہ کے نیچے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے، اگرفرض کیجئے کہ بعض کوضرر کرے تو اس سے سب پرحرمت ثابت نہیں ہوتی، کیوں کہ شہد نص قطعی سے ثابت ہے کہ وہ شفاء ہے مگر صفراء والے یعنی گرمی والے کومضر اس سے شہد کی حرمت نہ ہوگی، تمباکو کوحرام یا مکروہ کہنے میں افتراء علی اللہ سے بچاؤ نہیں اس لئے کہ اس پر دلیل نہیں جیسا مذکور ہوا ہے یہ اپنے اصل پر ہی رہے گا یعنی مباح۔

يَاأَيُّهَاالَّذِينَ آمَنُوالَاتَسْئَلُواعَنْ أَشْيَاءَ إِنْ تُبْدَلَكُمْ تَسُؤْكُمْ وَإِنْ تَسْئَلُوعَنْهَاحِينَ يُنَزَّلُ الْقُرْآنُ تُبْدَلَكُمْ عَفَى اللّٰهُ عَنْهَاوَاللّٰهُ غَفُورٌ حَلِيمٌ، پارہ ۷، رکوع ۳،

یعنی ایمان والو! سوال نہ کروایسی چیزوں کا اگر ظاہر کیا جائے تم پرانہیں تو برا معلوم ہوتم کو اور اگر پوچھو گے اس شئے کے متعلق اس وقت کہ اتارا جاتا ہے قرآن

ظاہر کیا جائے گا تمہارے لئے، معاف کردیا ہے اللہ نے ان کو اللہ بخشنے والا حلیم ہے۔

اس سے بخوبی روشن ہو گیا کہ جس سے اللہ اور اس کے رسول نے سکوت فرمایا ہے وہ شے معاف ہے اس معافی کو قبول کرنا چاہئے، ناشکر نہ ہونا چاہئے!

تفسیر نیشاپوری میں ہے:

وکان عبید بن عمیر رحمه الله تعالی یقول ان الله احل وحرم فمااحل فاستحلوه وماحرم فاجتنبوه وترك بین ذلك اشیاء لم یحللهاولم یحرمهافذلك عفومن الله تعالی فاقبلوه ثم تلاالآیة۔

یعنی عبید فرماتے ہیں:

اللہ تعالی نے حلال بھی کیا اور حرام بھی کیا پس جو حلال کیا اس کو حلال جانو جو حرام کیا اس سے بچو اور جن چیزوں کا بیان چھوڑ دیا نہ حلال کہا نہ حرام پس وہ معافی ہے اللہ سے اسے اس کو قبول کرو پھر پڑھی یہ آیۃ یاایھاالذین آمنو لا تسئلواالخ۔

بہت افسوس ہے ان لوگوں پر جو خوامخواہ ادھر ادھر کی باتیں بنا کر (مثل شاہدرے والے کے اور امیر باز خان سہارنپوری کے) حرام یا مکروہ کہتے ہیں طرہ یہ کہ پھر اس کو تقوی خیال کرتے ہیں، شاید ان کے خیال میں خدا تمباکو کی حرمت بیان کرنے کو بھول گیا ہے جس کو یہ ظاہر کرتے ہیں خدا تو ان باتوں سے پاک ہے۔

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام کے قصہ میں خدا تعالی ذکر فرماتا ہے:

قَالَ عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّیْ فِیْ كِتَابٍ لَّا یَضِلُّ رَبِّیْ وَلَا یَنْسٰی، پارہ ۱۶ سورہ طہ،

حضرت موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام نے اپنی قوم کو جوابا فرمایا:

یعنی اس کا علم میرے رب کے پاس ہے لکھا ہوا نہ بھٹکتا ہے میرا رب نہ بھولتا ہے۔

جب خدا تعالی نے بغیر بھولنے کے سب کچھ بیان فرمایا حلال بھی اور حرام بھی اب اگر کوئی کسی چیز کو حرام کہے تو اس کی غلطی ہے کیوں کہ فی زمانا کوئی مجتہد نہیں تو امیر خان سہارن پوری کے استدلال فَارْتَقِبْ يَوْمَ تَأْتِي السَّمَآءُ بِدُخَانٍ مُّبِينٍ کو کیسے مانا جا سکتا ہے اس کے تمام دلائل و دیگر منکرین کے دلائل کیسے مان لئے جائیں جب کہ وہ ان کی من گڑھت اور نا قابل سماعت ہیں۔

اور نہ ابو حنیفہ نے اس کو منع کہا ہے، علامہ شیخ علی اجہوری مالکی رحمہ اللہ تعالی نے حقہ کی حلت میں ایک رسالہ لکھا ہے جس میں نقل فرمایا ہے کہ چاروں مذہب کے ائمہ معتمدین نے اس کی حلت پر فتوی دیا ہے، ہٰکذا فی الشامی حاشیہ درمختار۔

مشکوۃ صفحہ ۲۴ میں حدیث موجود ہے:

اِنَّ اللّٰهَ فَرَضَ فَرَائِضَ فَلَا تُضِيعُوهَا وَحَرَّمَ حُرُمَاتٍ لَا تَنْهَكُوهَا وَحَدَّ حُدُودًا فَلَا تَعْتَدُوهَا وَسَكَتَ عَنِ الْاَشْيَاءَ مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ فَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا

فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تحقیق خدا تعالی نے فرض کیے کتنے فرض پس نہ ضائع کرو ان کو اور حرام چیزوں کو حرام کیا پس نہ نزدیک جاؤ ان کے اور اس نے حدود مقرر کیے پس ان سے آگے نہ بڑھو اور بعض چیزوں سے سکوت فرمایا سوائے بھولنے کے ان میں جھگڑا مت کرو!

بروایت ابن جریر و ابن منذر یہ لفظ مروی ہیں:

مِنْ غَيْرِ نِسْيَانٍ وَلٰكِنْ رَحْمَةً مِّنْهُ لَكُمْ فَاقْبَلُوهَا وَلَا تَبْحَثُوا عَنْهَا!

یعنی سوا بھولنے کے لیکن یہ رحمت ہے خدا سے تمہارے لئے پس اسے قبول کرو اس میں جھگڑو مت۔

اس سے معلوم ہوا کہ جن چیزوں کی حرمت شارع علیہ الصلاۃ والسلام نے بیان نہیں کی یہ اس کی رحمت اور مہربانی ہے اسے قبول کرنا چاہئے جو سکوت والی اشیاء کو مباح نہ سمجھے، سکوت اختیار نہ کرے اس نے گویا خدا کی رحمت کو رد کر دیا خود خدا کی رحمت سے دور رہا۔

جب معلوم ہوا کہ اصل اشیاء میں طہارت اور حلت ہے جیسا کہ طریقہ محمدیہ شرح حدیقۃ الندیہ میں لکھا ہے:

الاصل فی الاشیاء الطھارۃ

اور تمباکو کی حرمت ونجاست پر کوئی نص نہیں تو پھر اس پر کھوج کرید کرنی حدیث مذکورہ سے منع ہوئی اگر کوئی ایسی چیز کو حرام یا مکروہ کہے جیسے تمباکو جس کو شارع نے حرام قرار نہیں دیا تو ایسا شخص بیشک تعدی کرنے والوں سے ہوگا جس کو خدا دوست نہیں رکھتا، کما قال اللہ تعالی:

يَآاَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُوْا لَاتُحَرِّمُوْا طَيِّبَاتِ مَآاَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا اِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَاللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ○

حدود اللہ کو حضور علیہ الصلاۃ والسلام نے بیان فرمادیا یعنی جو حلال تھیں وہ بھی بیان فرمادیں جو حرام تھیں وہ بھی بیان کر دیں اور ساتھ ہی بیان فرمادیا کہ جس کا میں نے ذکر نہیں کیا وہ معاف ہے، اب اگر کوئی حلال کو حرام اور حرام کو حلال سکوت شدہ کو حرام یا مکروہ کہے گا وہ حدود اللہ سے تجاوز کرنے والا ہوگا ظالموں میں شمار ہوگا۔

سکوت شدہ اشیاء پر حرمت یا مکروہ کا حکم کرنا غلو فی الدین ہے جس کی ممانعت آیت اَلَّاتَغْلُوْافِیْ دِیْنِكُمْ میں کی گئی ہے حدیث میں بھی غلو فی الدین کی ممانعت ہے:

عَنِ النَّبِيِّ اِيَّاكُمْ وَالْغُلُوَّفِى الدِّيْنِ فَاِنَّمَاهَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِالْغُلُوِّفِى الدِّيْنِ(ابن ماجه ونسائی)

یعنی حضور فرماتے ہیں کہ غلو فی الدین سے بچو اس کے باعث پہلے لوگ ہلاک ہوئے ہیں۔

اس آیۃ سے مبالغہ کرنا دین میں منع ہے یعنی خدا کی رعایت کو بھی منظور نہ کرنا جس کو دل چاہے حرام کہہ دینا تقوی نہیں ہے یہ غلو فی الدین ہے جو منع ہے۔

غلو فی الدین کی مثال نسخہ کی مثال سمجھنی چاہئے کسی طبیب نے نسخہ میں چھ ماشہ دوا لکھی اگر کوئی مفید سمجھ کر بجائے چھ ماشہ کے تولہ دوا ڈال دے وہ ہرگز فائدہ نہ دے گی بلکہ نقصان دے گی ایسے لوگوں کے لئے خدا نے فرمایا: وَلَاتَعْتَدُوْا یعنی تعدی نہ کرو۔

بعض صوفی تمباکو کو حرام کہہ کر اپنا کمال دکھاتے ہیں اس کو زہد تصور کرتے ہیں حالانکہ یہ زہد نہیں زہد وہ ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وبارک وسلم نے بیان فرمایا ہے:

لَيْسَ الزُّهَادَةُ فِي الدُّنْيَابِتَحْرِيْمِ الْحَلَالِ وَلَافِي اِضَاعَةِ الْمَالِ وَلٰكِنَّ الزُّهَادَةَ فِي الدُّنْيَا اَنْ لَا تَكُوْنَ بِمَافِيْ يَدَيْكَ اَوْثَقَ مِنْكَ بِمَا فِيْ يَدِ اللّٰهِ الخ،

ابن ماجہ صفحہ ۳۱۱۔

زہد یہ نہیں کہ حلال چیزوں کو حرام کرلو یا مال کو ضائع کردو زہد یہ ہے کہ اپنی تدبیر اور سامان پر بھروسہ نہ ہو بلکہ اللہ تعالی پر بھروسہ اور توکل ہو، ہاں کسی مصلحت کے لئے منع کریں تو مضائقہ نہیں، مثل پرہیز انڈا، مچھلی، گوشت وغیرہ۔

حاشیہ ابن ماجہ میں اس حدیث پر لکھا ہوا ہے:

قوله بتحريم الحلال كما يفعله بعض الجهال زعمامنهم ان هذا من الكمال فيمتنع من اكل اللحم والحلواء والفواكه ولبس ثوب الجديد ومن التزوج ونحوذلك وقد قال الله تعالى:

يَاأَيُّهَاالَّذِيْنَ آمَنُواالَاتُحَرِّمُوْاطَيِّبَاتِ مَاأَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْااِنَّ اللّٰهَ لَايُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ۔

یعنی بعض جاہل صوفی گوشت، حلوا میوہ وغیرہ نیا کپڑا پہننا، نکاح کرنا چھوڑ دیتے ہیں پھر اس کو کمال کہتے ہیں، حالانکہ خدا نے فرمایا ہے:

اے ایمان والو پاک چیزوں کو حرام نہ کرلو وہ تو حلال ہیں تم پر،

اس پر مجدد اعلی حضرت صاحب مرحوم اسی کتاب الاحلی من السکر کے صفحہ ۵ میں لکھتے ہیں:

اسی طرح جو عادات ورسوم خلق میں جاری ہوں اور شرع مطہر سے ان کی حرمت وشناعت نہ ثابت ہو ان میں اپنے ترفع وتنزہ کے لئے خلاف وجدائی نہ کرے کہ یہ سب امور استیلاف وموانست کے معارض ومراد ومحبوب شارع کے مناقض ہیں، ہاں ہاں ہوشیار وگوشدار کہ یہ وہ نکتہ جمیلہ وحکمت جلیلہ وکوچہء سلامت وجادۂ کرامت ہے جس سے بہت زاہدانِ خشک واہل تقشف غافل وجاہل ہوتے ہیں وہ اپنے زعم میں محتاط اور دین پرور بنتے ہیں اور فی الواقع مغز حکمت ومقصود شریعت سے دور پڑتے ہیں اس پر بہت سی کتب سے نقلِ عبارات مندرج ہے اس سے معلوم ہوا کہ جہاں حقہ نوشی کا رواج اس سے موانست ومجالست قائم ہو وہاں ممانعت حقہ سے تفرقہ پانا گناہ ہوگا۔

علامہ کردری کا قول

علامہ کردری تبیان میں فرماتے ہیں:

در شریعتِ محمدیہ ثابت شدہ کہ اصل در نباتات واشجار اباحۃ است الا اگر دانستہ شود ضرر بدن یا عقل، ودر حقہ نوشی ضررے بعقل وبدن ندانستیم باوجود گذشت زمانہا وکثرت استعمال عوام وخاص وعلماء مکہ معظمہ ومدینہ منورہ وبغداد ومصر واکثر جوانب زمین وبلاد وباوجود آنکہ عقل اوشان پاک وحاکم اند وابدان اوشان تندرست وبشرب او مریض نشوند (تعامل الناس)

جب معلوم ہوا کہ عرب وعجم مشرق مغرب تمام ملکوں اور شہروں میں اس کا رواج ہے اور لوگ پیتے ہیں تو اس پر عدم جواز کا فتوی دینا عام امت مرحومہ کو معاذ اللہ فاسق بنانا ہے جسے ملت حنفیہ گوارا نہیں فرماسکتی، علماء حرمین شریفین کا جو معمول ہو وہ بھی عند الشرع دلیل ہے، صرف عوام وعادت پر حکم کرنا جائز ہے، کیوں کہ جس مسئلہ میں نص مصرح موجود نہ ہو اور عموم بلوی قرار پایا ہو تو فتوی اباحت پر دیا جاتا ہے، جیسے اشباہ میں اسباب تخفیف کے بیان میں لکھا ہے:

السادس عشر عموم البلوی کالصلوۃ مع النجاسۃ المعفو عنہا الخ،

فتوی مولوی عبدالرشید میں لکھا ہے.

ولما صار فی جذب دخان التنباك عموم البلوی لزم التحميف فی الفتوی علی الاباحۃ الخ۔

اور ردالمحتار میں ہے:

ان الافتاء بحله دفع الحرج من المسلمین فان اکثرهم مبتلون به فتحلیله الیسر من تحریمه الخ،

تمباکو میں عموم بلوی پایا جاتا ہے اس پر جواز کے لئے کافی دلیل بھی عرف ہے کیوں کہ عرف بھی مسئلہ شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے۔

کہا محشی اشباہ نے:

قوله والنبات المجهول الخ،يعلم منه حل شرب الدخان۔

یعنی حلال ہونا تمباکو کا اس سے معلوم ہو گیا۔

الحاصل اگر متروک الاشیاء کا ثواب وعقاب ہوتو آپ ضرور بیان فرماتے
حقہ پینے سے ثواب حاصل ہونے کے تو ہم قائل نہیں، رہی یہ بات کہ اس کے پینے
سے عذاب ہے یا نہیں سو اس کی بابت بھی ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کو کتنی باتیں حرام بتلانی رہ گئیں، کیوں کہ خدا نے فرمایا ہے:

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ

یعنی تمہارا دین میں نے کامل کر دیا ہے۔

پس حقہ حرام یا مکروہ ہوتا تو آپ ضرور بیان فرماتے۔ اذليس فليس

وعن ابن مسعود قال قال رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ:

اَيُّهَا النَّاسُ لَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ اِلَى الْجَنَّةِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِّنَ النَّار
اِلَّا قَدْ اَمَرْتُكُمْ بِهٖ وَلَيْسَ مِنْ شَيْءٍ يُقَرِّبُكُمْ مِّنَ النَّارِ وَيُبَاعِدُكُمْ مِّنَ الْجَنَّة
اِلَّا قَدْ نَهَيْتُكُمْ عَنْهُ مشکوۃ صفحہ ۴۴۴۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے لوگو کوئی شے ایسی نہیں جو جنتی کر دے اور دوزخ سے بچائے مگر میں نے
حکم کر دیا ہے اس سے اور کوئی شے ایسی نہیں جو دوزخ میں پہنچائے اور جنت سے محروم
کر دے مگر میں نے منع کر دیا ہے اس سے۔

اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ جن عملوں سے انسان دوزخی ہو جاتا ہے ان
سے حضور نے منع کر دیا ہے حقہ بھی منع یا مکروہ ہوتا تو اس کا پینے والا دوزخی بن جاتا

ضرور آپ بیان فرما دیتے جس سے معلوم ہوا کہ اس کے پینے والے پر کوئی عتاب نہیں۔

مسلم میں روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذَرُوْنِیْ مَاتَرَکْتُمْ فَاِنَّمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ بِكَثْرَةِ سُوَالِهِمْ وَاخْتِلَافِهِمْ عَلٰى اَنْبِيَاءِ هِمْ۔

یعنی چھوڑے رہو جب تک میں تجھے چھوڑا رکھوں، اگلی امتیں اسی کثرت سوال اور اپنے انبیاء کے خلاف چلنے سے ہلاک ہوئیں، یعنی جس بات کا میں تم پر وجوب یا حرمت کا حکم نہ کروں اسے کھود کھود کر نہ پوچھو کہ پھر واجب یا حرمت کا حکم فرما دوں تو تم پر تنگی ہو جائے، ہکذا ابن ماجہ صفحہ ا۔

اب جو صاحب باوجود دیکھنے ان دلائل کے حقہ کو حرام یا مکروہ کہیں تو اب پر لازم ہے کہ شارع سے مصرح نص پیش کریں، اکثر مانعین کے دلائل (جو ان کے زعم میں دلائل ہیں) اور رسائل جو میرے زیر نظر ہیں ان کا جواب عرض کرتا ہوں، بغور ملاحظہ فرمائیں۔

اعتراض: حقہ نوشی بدعت ہے حضور کے زمانہ میں حقہ نوشی نہ تھی۔

جواب: زردہ پلاؤ بسکٹ ڈبل روٹی کھویا والی مٹھائی کیک وغیرہ بھی بدعت ہوں گے ان کی حرمت یا کراہت کے آپ کیوں قائل نہیں، دوسرے مانعین بھی بدعت سے خالی نہیں پس منکرین کی اتباع کس بات میں ہوئی منکرین نے وہ بات کی جو حضور سے ثابت نہیں، بتایئے مرتکب بدعت کون ہوا؟ پس ثابت ہوا کہ حقہ کشی سے منع کرنا بدعت ہے، فہو المراد۔

اعتراض: حقہ حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھا اور نہ منع ہوتا۔

جواب: یہ بھی کہنا صحیح نہیں کیوں کہ بہت سی ایسی باتیں ہیں جو حضور علیہ الصلاۃ والسلام کے زمانہ میں نہ تھیں پھر بھی حضور نے منع فرمادیا، مثلاً قدریہ مذہب آپ کے زمانہ میں نہ تھا لیکن فرمادیا:

لَاتَعُوْدُوْهُمْ وَاِنْ مَاتُوْافَلَاتَشْهَدُوْهُمْ (مشکوۃ صفحہ ۲۲ رواہ ابوداؤد وابن ماجہ)

یعنی قدریہ مذہب کا آدمی بیمار ہو تو اس کی بیمار پرسی نہ کرو، مرجائے تو جنازہ پر نہ جاؤ۔

روافض کی بابت فرمایا:

لَاتُجَالِسُوْهُمْ وَلَاتُشَارِبُوْهُمْ وَلَا تُؤَاكِلُوْهُمْ وَلَاتُنَاكِحُوْهُمْ (رواہ العقیلی وابن حبان والحاکم)

یعنی رافضیوں کے ساتھ نہ بیٹھو نہ ان کے ساتھ کھانا کھاؤ، پانی نہ پیو، شادی بیاہ نہ کرو!

ظاہر ہے کہ قدریہ روافض عہد رسالت بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی خلافت تک نہ تھے اور آپ نے پہلے ہی منع فرمادیا ایسا ہی اگر حقہ منع ہوتا تو آپ ضرور منع فرمادیتے اذ لیس فلیس

بخاری میں بروایت ابی ہریرہ آیا ہے:

يُوْشِكُ الْفُرَاتُ اَنْ يَّحْسَرَعَنْ كَنْزٍمِنْ ذَهَبٍ فَمَنْ حَضَرَفَلَايَاْخُذْمِنْهُ شَيْئًا،

یعنی قریب ہے کہ نہر فرات ظاہر کرے ایک کان سونے کی پس جو اس وقت

حاضر ہو وہ نہ لے اس سے کچھ۔

اس قسم کی احادیث فتنے واشراط وغیرہا میں بکثرت موجود ہیں جس سے معلوم ہوا کہ جو ممنوع بات تھی منع فرمادیتے کیا اس کے جواب میں ہم یہ نہیں کہہ سکتے کہ حقہ نوشی حضور کے زمانہ میں ہوتی تو سنت فرمادیتے۔

اعتراض: تھوم پیاز کھانے والے کو جب کہ خدا کے رسول نے منع کردیا کہ مسجد میں نہ آئیں حقہ پینے والے کو کیوں نہ ممانعت ہوگی۔

جواب: تھوم و پیاز پر حقہ کو قیاس کرنا صحیح نہیں

اول تو اس لئے کہ ثوم بصل کی بو ہر ایک کو آتی ہے حقہ کی بو ایسی نہیں،

دوسرے حقہ کی بو مسواک سے دور ہو جاتی ہے لہسن و پیاز خام کی ایسی نہیں جب تک ہضم نہ ہو بو زائل نہیں ہوتی۔

تیسرے تمباکو خوشبودار ہو تو بجائے بو کے خوشبو آئے گی اگر دومنٹ کے لئے مان لیا جائے تو یہ لازم آئے گا کہ حقہ پی کر معاً مسجد میں آنا منع ہے مطلقاً حقہ کشی منع نہ ہوگی مثل لہسن اور پیاز کے اگر لہسن و پیاز پختہ کھایا جائے تو مسجد میں آنا بھی منع نہ ہوگا، ایسا ہی اگر حقہ میں نیا پانی تمباکو خوشبودار ڈال کر پیا جائے تو یہ بھی منع نہ ہوگا جب بو زائل ہو جائے تو مسجد میں آنا بھی منع نہ ہوگا جیسا کہ ثوم بصل والے کو ممانعت بھی اسی حالت میں ہے جبکہ بو موجود ہو، یہ تو کبھی نہیں ہو سکتا کہ جو لہسن و پیاز کچا ایک دفعہ کھا بیٹھے وہ عمر بھر مسجد میں نہ آئے۔

مٹی کا تیل مسجدوں میں جلانا اور دیا سلائیاں جو جلتے وقت بدبو دیتی ہیں مسجدوں میں جلانا باوجود ممنوع ہونے کہ جائز رکھا گیا ہے اس کی کیا وجہ ہے کیوں نہیں منع کردیتے کہ مسجدوں میں مٹی کا تیل جلایا نہ جائے، گو لمپ یا جھاڑ میں جلایا جائے تو

بھی ممنوع ہونا چاہئے۔

قال الامام العینی فی شرحه علی صحیح البخاری قلت علت النهی اذی الملائكة والمسلمین ولا یختص بمسجده علیه الصلاة والسلام بل الكل سواء لرواية مساجد خلافا لمن شند ویلحق بمانص علیه فی الحدیث كل ماله رائحة كريهة ماكولا اوغیرها وانما خص الثوم ههنا بالذكر وفی غیره ایضا بالبصل والكراث لكثرة اكلهم لها وكذلك الحق بعضهم لذلك من بغیه بخراد به جرح له رائحة الخ۔ ردالمحتار، ہکذا فی ضمیمۃ بہار شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۲۶، مصنفہ مولانا امجد علی صاحب اعظمی، نیز بہار شریعت حصہ سوم صفحہ ۱۸۴ میں مولانا امجد علی صاحب لکھتے ہیں:

بعد لکھنے حکم لہسن و پیاز کے کہ یہی حکم ہر اس چیز کا ہے جس میں بد بو ہو جیسے گندنا، مولی، کچا گوشت، مٹی کا تیل، وہ دیا سلائی جس کے رگڑنے میں بد بو اڑتی ہے منع ہے۔

ممانعت قرب مسجد سے وہ فعل ہی منع ہے تو چاہئے کہ جماع بھی منع ہونا چاہئے کیوں کہ جنبی کو مسجد میں آنا منع ہے حیض والی عورت نفاس والی عورت بسبب ممانعت دخول مسجد وہ بھی مرتکب حرام کی ہوں۔

اعتراض: حقہ نوشی دل کو سیاہ کر دیتی ہے۔ كَلَّا بَلْ رَانَ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ مَا كَانُوْا يَكْسِبُوْنَ۔

که حقہ نوش راسینہ سیاہ است
اگر باور نہ داری نے گواہ است

جواب: زنگ آلودہ ہونا دل کا ساتھ گناہ کے ہے، حقہ نوشی جب گناہ ہی نہیں تو سینہ

سیاہ ہونے کے کیا معنی۔

طرفہ تر بر کیست بعد از سوختن گل میشود

دو داد اندر ہوا پیچیدہ سنبل می شود

منکر کے اجتہاد کے قربان جایئے زنگ آلودہ ہونا گناہ سے ہے یہ دھوئیں سے کہتے ہیں، ان کی مثال مثل اس حافظ قرآن کے ہے جس کو ایک عورت مسماۃ بھابولی نے پوچھا حضرت میرا نام بھی قرآن میں ہے حافظ صاحب نے فرمایا، ہاں تمہارا نام خدا نے بڑے ادب سے بولا ہے یعنی جی کے ساتھ عورت کو زیادہ شوق ہوا پوچھنے پر اصرار ہوا تو حافظ صاحب نے فرمایا دیکھو دوسرا پارہ خدا فرماتا ہے:

اُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَادَعَانِ فَلْیَسْتَجِیْبُوْالِیْ

وہ عورت سن کر خوش ہوئی اور حافظ صاحب کی خدمت کی۔

ایسا ہی دشمنِ حقہ اپنی جماعت سے فائدہ اٹھانے کی خاطر آیۃ کَلَّا بَلْ رَانَ گڑھ لی ہے کہ اس سے حقہ کی ممانعت ثابت ہے۔ معاذاللہ من ھذہ الخرافات!

اعتراض: حدیث میں ہے جو شبہات سے بچا اس نے دین کو بچالیا چونکہ تمبا کو مشتبہ ہے اس لئے اس سے بچنا ضروری ہے۔

جواب: آپ نے اس کا مطلب نہیں سمجھا اس کا یہ مطلب ہے کہ حلال بھی ظاہر ہے اور حرام بھی ظاہر ہے حلال کو حلال جانو حرام کو حرام جانو جو ان کے بیچ میں ہے اسے مباح جانو حرام کہنے سے بچو!۔

جب ثابت ہو چکا کہ اصل اشیاء میں حلت ہے پھر شبہہ کہاں رہا،

فی الحدیقة لا حرمة الامامع العلم لا مع الشك والظن لان الاصل فی الاشیاء الحل الخ۔

یعنی علم ہو حرمت کا تو حرام کہا جائے گا شک یا ظن سے حرام نہ کہا جائے گا، کسی کو یہ تردد ہو کہ شاید یہ حرام ہو تب بھی اس سے حرام کہنا یا ترک کرنا بسبب شبہ کے جائز نہیں۔

وفی الحدیقة الندیة:

غالب الظن اذا لم یعتقد به القلب فهو بمنزلة الشك والیقین لایزول بالشك۔

جب ظن غالب ہو دل اس پر قائم نہ ہو تو وہ بمنزلہ شک کے ہے اور یقین شک سے دور نہیں ہوتا، ہاں شبہات سے یہ مراد ہے کہ پاک شے میں نجاست مل جائے یا نجاست پڑ جانے کا شبہ ہو تو احوط یہ ہے کہ اس سے بچے تو البتہ صحیح ہو سکتا ہے وہ بھی یہ کہ خود اپنے نفس کو بچائے نہ یہ کہ حرام کہہ کر لوگوں کو متنفر کرنے کیا عمدہ فرمایا ہے اعلیٰ حضرت صاحب مرحوم بریلوی الاحلی من السکر صفحہ ۵۰ میں:

مگر اس کے ورع کا حکم صرف اسی کے نفس پر ہے نہ کہ اس کے سبب اصل شئے کو ممنوع کہنے لگے یا جو مسلمان اسے استعمال کرتے ہوں ان پر طعن اور اعتراض کرے انہیں اپنی نظر میں حقیر سمجھے اس سے اس ورع کا ترک ہزار درجہ بہتر تھا کہ شرع پر افتراء اور مسلمانوں کی تشنیع و تحقیر سے محفوظ رہتا،

قال الله تعالیٰ:

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا یُفْلِحُوْنَ ؕ

اسی کتاب کے صفحہ ۴۹ میں لکھا ہے:

علماء تصریح فرماتے ہیں کہ ہمارا زمانہ تقوی شبہات کا نہیں غنیمت ہے کہ

آدمی آنکھوں دیکھے حرام سے بچے۔

فتاویٰ الامام قاضی خان:

قالوا لیس فی زماننازمان اجتناب الشبهات واما علی المسلم ان یتقی الحرام المعاین وفی تجنیس الامام برهان الدین عن ابی بکر ابراهیم لیس هذازمان الشبهات ان الحرام اغنانایعنی اجتنب الحرام کفاك الخ ملخصا۔

اشباہ میں بھی ایسا ہی لکھا ہے۔

وفی انها المکریة عن جواهر الفتاوی عن بعض مشائخنا علیك بترك الحرام المحض فی هذاالزمان فانك لا تجد شیئالا شبهة فیه۔

اس سے ثابت ہوا کہ جو متروک اشیاء ہیں وہ معاف ہیں کیوں کہ اصل میں حلت ہے اس میں تو شبہ نہیں جو علاوہ اس کے کوئی چیز نجاست اور طہارت یا حلت یا حرمت میں کسی طرح کا شک ہو اس کا حال مشتبہ ہو تو اس کا بھی مرتکب ہمارے زمانہ میں مجرم نہیں، اس کو عند الشرع مواخذہ نہیں۔

ترمذی میں حدیث ہے کہ ایک زمانہ آئے گا جو اس کے دسویں حصہ پر بھی عمل کرے گا جس کا اس کو حکم ہوا ہے تو نجات پائے گا۔

اب مکروہ تحریمی بھی ہو تو بھی اس کا مرتکب معذب نہ ہوگا، کیوں کہ اس کی نہی شارع سے ثابت نہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ حقہ نوش حضور کی کچہری میں داخل نہیں ہوسکتا،

خواجہ میر درد اور حقہ

شاید ان کو خواجہ میر درد رضی اللہ تعالیٰ عنہ و شاہ عبد العزیز صاحب کا تذکرہ یاد

نہیں خواجہ میر درد حقہ پیتے تھے ایک بار شاہ عبدالعزیز نے آپ سے کہا کہ جو کوئی حقہ پیتا ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے منہ پھیر لیتے ہیں خواجہ صاحب نے حقہ منگوایا ایک کش لے کر اسی دم حضوری میں پہونچے ابھی دھواں منہ سے نکل رہا تھا آپ نے فرمایا آؤ درد (رضی اللہ تعالی عنہ) پاس بیٹھ جاؤ شاہ عبدالعزیز صاحب یہ کیفیت دیکھ کر قائل ہوئے، مقالہ کاملہ صفحہ ۶۴۔

یہ وہ بزرگ ہیں جن کو نواب بھوپالی اقتصار صفحہ ۹۲ میں لکھتے ہیں:

وسیاح بحر محیط حقائق توحید وسلطان اقلیم ودقائق تفرید وتجرید بود منکر بدعات وقانع ضلالات آسمان اگر ہزار چرخ زند مشکل است کہ چنیں صاحب کمالے بہم رسد، دیکھو انواع بارک اللہ۔

ابیات

وچہ رد المحتار محقق بہت کرے تحقیقاں
حاصل اس دا آکھ سناواں سنن جے شوق رفیقاں
جو حکم حقے وچہ جھگڑا بہتا کئی حرام بتاون
کئی مباح تے کئی کراہت جو رسالے لیاون
آخر بات پسند جو کیتی بات اباحت والی
جو حرمت ہور کراہت دو دین حکم شریعت عالی
باجھ دلیل آیہ حکم نجائزانہ دلیل نہ کائی
نہ اتھے مستی نہ اتھے سستی نہ کچھ ضرر ایہائی
بلکہ فوائد ثابت آکھن جیہڑے ورتن والے
تے جیکر بعضیاں ضرر بھی کردا بعضیاں نفع بھی نالے

جس نو ضرر کریسی ہوسی اس دے حق مناہی
جویں جو ماکھی گرم مزاجاں کردا ضرر تباہی
رب نبی تے جھوٹ ہولاون احتیاط نہ کائی
یعنی کہن کراہت حرمت انہاں جو نافرمائی
• بلکہ احتیاط ایسے وچہ ہے جو حکم نہ کجھ کچھوے
یاقاعدہ اصل اباحت والا قابو ہتھ رکھیوے
یا طبعی کہن کراہت بوتھیں شرعی مول نہ کائی
ماتن شارح دی ہک مرضی تینوں آکھ سنائی
قہوے وچہ نہ کجھ قباحت نا کجھ چاہ وچہ دل دی
مگران ایہ جو پیندے اکثر تتی سڑدی بلدی[1]

[1] زیادہ گرم چیز کھانی منع ہے درالمختار میں لکھا ہے:
قوہ کی حرمت کے بھی بعض قائل ہیں لیکن تا ہم بھی قہوہ لکھا گیا ہے، امام الدین عفی عنہ

حقہ کے پانی کو پلید کہنا نفس پروری ہے اس کی نجاست پر کوئی دلیل نہیں نجاست سے رنگ بومزہ بدلنے سے پلیدی کا حکم ہوگا نہ پاک چیز سے بدلنے پر جیسے عرقیات وجوشاندہ والمتاس وغیرہ فتاوی رضویہ صفحہ ۳۳۴

بعض لوگ دھوئیں کو آلہ عذاب سمجھ کر حقہ کو منع کہتے ہیں ان کو یاد نہیں حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی قوم پانی کے عذاب سے ہلاک ہوئی اب پانی کو چھوڑ دیجئے آگ کو بھی چھوڑ دیجئے، روٹی پکانی، گرم پانی ترک کیجئے کیوں کہ گرم پانی کفار کے لئے عذاب ہے۔

يُصَبُّ مِنْ فَوْقِ رُءُوسِهِمُ الْحَمِيْمُ O

گرم پانی سے غسل کرنا منع ہوگا۔

اگر کہا جائے کہ تمبا کو پینا اسراف ہے اسراف کو خدا پسند نہیں کرتا

اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ O

جواب: اس کا یہ ہے کہ یہ اسراف میں داخل نہیں۔

حقيقة الاسراف اضاعة المال الكثير في غرض خسيس۔

یعنی خسیس اشیاء پر زیادہ مال خرچ کرنا اسراف ہے یہاں اس کے برخلاف ہے تھوڑی قیمت سے زیادہ ایسی چیز ملتی ہے جس سے دل کو سرور حاصل ہوتا ہے بدن کو صحت ہونی ریاح سے حاصل ہوتی ہے بلغم خارج ہوتا ہے اگر ایسا ہی اسراف ہے تو چاہ قہوہ دو دفعہ دن میں پینا بطریق اولی اسراف میں داخل ہوگا، تمبا کو تو ایک ٹکے کا دن بھر میں کافی ہے چاہ اور قہوہ پر کم سے کم پانچ چھ آنہ خرچ ہوتے ہیں یہ بھی منع ہونا چاہئے روزمرہ کا دستور پوشیدہ نہیں امراء لوگ طرح طرح کے کھانے کھاتے ہیں کتنی کتنی دفعہ کھاتے ہیں حالانکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:

اَلْاَكْلُ فِي الْيَوْمِ مَرَّتَيْنِ مِنَ الْاِسْرَافِ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ O

ترغیب صفحہ ۴۰۵۔

یعنی ایک دن میں دو دفعہ کھانا اسراف میں داخل ہے اور اسراف کرنے والے کو خدا پسند نہیں کرتا۔

ایک روایت میں آیا ہے:

اَلْاِسْرَافُ اَنْ تَاْكُلَ كُلَّ مَا اشْتَهَيْتَ ترغیب صفحہ ۴۰۵

یعنی یہ بھی اسراف میں داخل ہے کہ جس چیز کو جی چاہے وہی کھالے یا جس

وقت طلب ہو کھالے۔

کیا دو وقت کھانے سے یا جس وقت بھوک ہو کھا لینے سے یا جس چیز کو دل کہے پکا لینے سے کیا وہ غذا حرام ہو گی ہرگز نہیں امید قوی ہے کہ مانعین بھی اس اسراف کے مرتکب ہوں گے۔

اگر کہا جائے کہ آگ کھانا کفار کی غذا ہے یہ استدلال صحیح نہیں، غذا یہاں آگ نہیں دھواں لینا مقصود ہے اگر مطلق دھواں منع ہے تو چاہیئے کہ گرم چائے جس سے دھواں نکل رہا ہو منع ہو یا بخور لینا عرد اور کستوری اور عنبر کا منع ہو حالانکہ کہ یہ منع نہیں۔

مولانا عبدالحی اپنے فتاوی جلد ۳ صفحہ ۱۳۲ میں ان لوگوں کے جواب میں لکھتے ہیں جو دھوئیں کو آلہ عذاب سمجھ کر تمباکو کے دھوئیں کو حرام کہتے ہیں:

مخفی نیست کہ ہر دو مقدمہ قابل احتجاج نیست زیراچہ عود برائے بہشتیاں در بہشت سوزیندہ خواہد شد وآلہ عذاب قوم نوح آب طوفاں بود،

مولوی عبدالحی صاحب لکھتے ہیں:

جو چیز تین وجہ سے مکروہ تنزیہی ہو کر مکروہ تحریمی ہوتی ہے میری نظر سے نہیں گذرا، پس حقہ میں تین وجہیں بیان کر کے مکروہ تحریمہ کہنا غلط اور خطائے فاحش ہے

خود مولانا عبدالحی اس شخص کے جواب میں لکھتے ہیں جو تمباکو کھانے اور نسوار لینے کو پوچھتا ہے:

جواب درست است، شاہ عبدالعزیز دہلوی در بعضے تحریرات می نویسند در حشیشہ تنبا کو اصلاوجہ حرمت نیست زیرا کہ حلت حرمت در نباتات منحصر در دو چیز است سمیت وسکر وایں حشیشہ خالی ازیں دو چیز است پس مباح باشد فتاوی عبدالحی جلد ۲ صفحہ ۱۳۳۔

مانعین کا اجتہاد ہم پر حجت نہیں کیوں کہ فی زمانا کوئی مجتہد نہیں اس لئے تمباکو

کومکروہ تحریمہ کہنا ان کا قابل سماعت نہیں حضور کی اتباع اسی میں ہے کہ حقہ پینے کو مباح جانے بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ اگر جائز ہے تو اس کو مسجد میں رکھ کر کیوں نہیں پیتے سو یہ اعتراض ان کا کم فہمی ہے یہ نہیں جانتے کہ مسجد میں دنیاوی کلام جماع اور سونا اور کھانا پینا وغیرہ سب منع ہے تو کیا اس سے یہ کام بھی سب منع ہوں گے ہرگز نہیں پس مسلمان کے لئے یہ لازم نہیں کہ حقہ کشی کو حرام کہے اور خود حرام کو نہ چھوڑے جو نص قطعی سے حرام ہے غیبت، بہتان، حسد، جھوٹ وغیرہ۔

جو لوگ ان حراموں سے نہیں بچتے ان کو حقہ حرام کہتے شرم چاہئے جو حقہ سے بھی برا ہے، وہ حقہ کو برا کہے تو اس کو خطاء ہے، حالانکہ یہ وہ چیز ہے کہ عاشق کھاتے ہیں معشوق پیتے ہیں اور منکروں کے ناس میں دیا جاتا ہے، ایک شخص حقہ کی طرف سے وکالتاً عرض کرتا ہے سنئے اور غور سے سنئے اور انصاف کی داد دیجئے!

مرجع جمہورِ عالم مونسِ خورد و کلاں
شمع روشن کی طرح ہوں رونقِ بزمِ جہاں
گلستانِ دہر میں ہوں وہ نہالِ بے خزاں
آبیاری خود بخود کرتے ہیں جنکی باغبان
رشکِ عالم زیبِ عالم نازِ عالم بے گماں
میں شہنشاہ و گدا کے منہ میں ہو گویا زباں
جھونپڑوں میں گاؤں کے اور شہر کے بازاروں میں
حلقہ گل میں بھی حاضر اور ہجوم خار میں
مجلس ماتم میں بھی اور عیش کے دربار میں
ایکساں میری ضرورت یار اور اغیار میں

مرکزِ لطفِ جہان ہے نقطۂ ہستی مرا
اورمحیط بزم عالم ساغر گشتی مرا
میں نے کیوں عزت پائی مجھ میں کیا اوصاف ہیں
میرے شیدائی جہان میں چین سے تا قاف ہیں
ہیں خباز دودان پرجو مرے الطاف ہیں
چاہنے والے مرے اس پر بھی مجھ سے صاف ہیں
خود بخود میں بولنا ہرگز روا رکھتا نہیں
پرکوئی پوچھے جو چال دل چھپا رکھتا نہیں
کور آتش بار کے مانند میں سر کو جلا
آبِ طوفان خیز میں اک پاؤں پر ہو کر کھڑا
خدمتِ خلقِ خدا اس طور سے کرتا رہا
جس سے ہو مرہونِ منت میرا ہر چھوٹا بڑا
زندگی میری کباب آسا ہے ایسی زندگی
آپ کو ہو سوخت جس میں اور غیروں کو خوشی
کنج تنہائی میں انسان کا مونس رہا
جبکہ بار غم کے نیچے تھا وہ گویا پس رہا
سیکتا اس وقت میں وہ مجھے اقلیدس رہا
جب دماغ اس کا پریشانی سے جیلس رہا
تاکہ یکسوئی ہو حاصل وہ مرا خواہان رہا
اپنے مطلب کے لئے پکڑے مرا دامان رہا

گو طبیب نامور میرا گِلہ کرتے رہے
ڈاکٹر صاحب عیان بدیاں مِری کرتے رہے
گاہے گاہے پر مرا وہ بھی ہیں دم بھرتے رہے
انسداد سوء ہضمی مجھ سے ہیں کرتے رہے
لکچرار میرے مخالف جو کریں لکچر پہ ناز
وہ بھی درپردہ ہیں اکثر مجھ سے رکھتے سوز و ساز
اس قدر توضیح سے مطلب بڑائی کا نہیں
مجھ کو دعوی کوئی اپنی پارسائی کا نہیں
کیوں کہوں میں مدعا کچھ عذر خواہی کا نہیں
کیوں کہ میں مطلوب بھی ساری خدائی کا نہیں
ہاں مگر اتنا مجھے کہنے کا حق ہے اور بجا
حلقہ بیعت مراد نیا میں ہے سب سے بڑا (ازمخزن)

یہاں چند بیانات اہل علم کے لئے لکھتا ہوں تا کہ مسئلہ حقہ کو خوب سمجھ لیں اس کو براوغیرہ نہ کہیں۔

نظم از شیخ عبدالغنی نابلسی از نغمہ الیمن صفحہ ۳۲

شَرِبْنَادُخَانَ التتنِ لَاعَنْ هُوْكَة لِهَابَلْ هُوَالْمَمْقُوْتُ عِنْدَاُوْلِی الْحُجٰی
وَلٰکِنْ غَفْرِیْتُ الْهُمُوْمِ بِصَدْرِنَا عَصَانَا فَدُخْنَا عَلَیْهِ لِیَخْرُجَا

بعضهم فی المعنی

لقد عقونی فی الدخان وشربه فقلت دعوة التعنیف فالامر احوجا
الا ان غفریت الهموم بصدرنا مقیم فدخنا علیه لیخرجا

از محمد امین زللی مدنی

یمیل فؤادی للدخان وشربہ و اصبو الیہ صبوۃ الوالہ الھب

لاخفی دخانا قد ابانۃ زفرۃ تلھب من نیران وجدشوت قلبی

پس لازم ہے مسلمان کو کہ حقہ کی حرمت یا کراہت بیان کرنے سے زبان کو
ر رکھے اگر اس کی طبیعت اس کے پینے کو نہیں چاہتی ہے تو نہ پئے اور نہ پینے والے پر
تراض کرے، اگر خدا نے اس کی حرمت یا کراہت بیان نہیں کی تو یہ خدا کا احسان
ہے۔

ابن امیہ نے حضرت عمر سے کہا:
نماز قصر کرنے پر خدا نے یہ شرط لگائی ہے کہ خوف کی حالت میں دوگانہ کرو،
ب ہم کو کوئی خوف نہیں ہم پوری پڑھیں!
حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا:
میں نے یہ شبہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا تو آپ نے فرمایا کہ
للہ کا احسان ہے اور بخشش ہے اس کی بخشش کو قبول کرو، ترمذی جلد ۲ صفحہ ۱۲۸۔
اس حدیث سے یہ مسئلہ نکلا کہ خدا نے تمباکو کو پینا حرام یا مکروہ نہیں کہا تو اس
کی بخشش ہے اور احسان ہے جو اسے نہ قبول کرے وہ اپنی طرف سے اس کی حرمت
یان کرے وہ خدا کا ناشکرا اور مفتری علی اللہ ہے۔
مولوی محمد الدین گجراتی اور شاہدرے والے صاحب ذرا غور سے کام لیں
وں ہی من گھڑت حدیثیں لوگوں کو نہ سنایا کریں کیا مسلم کی حدیث یاد نہیں آپ نے
فرمایا:

كَفٰى بِالْمَرْءِ كِذْبًا اَنْ يُّحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ رواہ مسلم۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

کافی ہے مرد کو جھوٹ یہ کہ حدیث بیان کرے ہر وہ جو سنے۔

پس جو سنا کہ فلاں نے اس کو حدیث کہا، حدیث کہہ دیا لیکن اس کی سند کا

نہیں تو اس کو جھوٹے ہونے کے لئے بھی ثبوت کافی ہے۔

صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى حَبِيْبِهٖ مُحَمَّدٍوَّ اٰلِهٖ وَسَلَّمَ

فتویٰ دیوبند

الاستفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلہ میں کہ صحن مسجد کا کنارہ جو متصل مک

جوتیوں کے ہوتا ہے مسجد کا حکم ہے یا نہیں جو شخص اس کنارے پر بیٹھ کر جوتیوں کی

حقہ رکھ کر حقہ پیئے تو درست ہے یا نہیں، بینوا توجروا۔

الجواب

جو جگہ مسجد میں داخل ہے اور وہاں نماز ہوتی ہے وہاں حقہ پینا خلاف اد

ہے اور خارج از مسجد جو جگہ احاطہ کے اندر ہے وہاں جماعت نہیں ہوتی وہاں حقہ

جائز ہے۔ فقط واللہ اعلم۔

(کتبہ عزیز الرحمٰن عفی عنہ ۵ محرم ۱۳۴۵ھ